درس حدیث

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اعمال کے تین دفتر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :((اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلَاثَۃٌ ' دِیْوَانٌ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ' یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ' وَدِیْوَانٌ لَا یَتْرُکُہُ اللّٰہُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ ' وَدِیْوَانٌ لَّا یَعْبَأُ اللّٰہُ بِہٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ اللّٰہِ ' فَذَاکَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَآءَ تَجَاوَزَ عَنْہُ)) (رواہ البیھقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''نامۂ اعمال تین طرح پر ہیں' ایک نامۂ عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا' اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ دوسرا اعمال نامہ جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا' وہ ہے بندوں کا آپس میں ظلم کرنا' یہاں تک کہ ایک دوسرے سے بدلہ لے۔ تیسرا اعمال نامہ جس کی اللہ تعالیٰ پروانہیں کرے گا' وہ ہے بندوں کا اپنے اور خدا کے درمیان ظلم کرنا' یہ اللہ کی طرف سپرد ہے' اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اُس سے درگزر کرے''۔

اس حدیث میں اعمال کے تین دفاتر کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا دفتر تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس گناہ کو ہرگز نہ بخشے گا' کیونکہ اس نے خود قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان کر دیا کہ مشرک کو بخشا نہیں جائے گا۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خود قرآن مجید کے الفاظ کا حوالہ دیا کہ: ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ

يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴾" یہ سورۃ النساء کی آیت ۴۸ ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہے "اللہ اِس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے گا' اور جس نے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت بڑا جھوٹ گھڑا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی"۔ اسی سورت کی آیت ۱۱۶ میں دوبارہ یہی الفاظ آئے ہیں' البتہ ﴿فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ کی بجائے ﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِيْدًا﴾ کے الفاظ ہیں۔ یعنی "وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا"۔ ان دونوں آیات میں شرک کو نا قابلِ بخشش گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ المائدۃ کی آیت ۷۲ میں فرمایا گیا کہ "تحقیق جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا اس شخص پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے"۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس گناہ کی سنگینی واضح کر دی کہ لوگ اس سے بچتے رہیں۔

ایک تو وہ مشرک ہیں جو بتوں کو پوجتے ہیں یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود مانتے ہیں۔ دوسرے وہ مشرک ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ نے کچھ دوسری ہستیوں کو بھی اختیار دے رکھا ہے اور وہ لوگوں کو نفع نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی لامحدود صفات میں سے کچھ مخلوق میں مانتے ہیں یا مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کو بھی محدود گردانتے ہیں۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ خود مسلمان طرح طرح کے مشرکانہ افعال کا ارتکاب کرنے کے باوجود خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے اللہ کے علاوہ دوسروں کو عالم الغیب' نفع و نقصان کا مالک' حاجت روا' ہر جگہ حاضر و ناظر اور مشکل کشا مان رہے ہیں' قبروں پر سجدہ اور طرح طرح کی خرافات میں مبتلا ہیں' دوسروں کے نام کی قربانی اور نذر و نیاز دیتے ہیں یا پھر فوت شدہ بزرگوں سے حاجت طلبی کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ان کی حاجت پوری کروا دیں گے۔ کیا یہ سب کچھ شرک نہیں؟ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ جس طرح وہ ہر اچھے برے کا خالق و رازق ہے اسی طرح وہ سب کی دعاؤں کا سننے والا (سمیع الدعاء)

بھی ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سارے کام کرنے والے کلمہ گو ہیں‘ حضور ﷺ کے اُمتی ہیں‘ توحید و رسالت‘ آخرت اور معاد پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ مشرک کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو جان لیجئے کہ شیطان اپنے فرض سے غافل نہیں ہے‘ اس کی ہمہ وقت یہ کوشش ہے کہ ایمان والوں کو سارے نیک کام نماز‘ روزہ وغیرہ کرنے دے لیکن ان سے مشرکانہ افعال سرزد کرا دے تاکہ ان کے نیک اعمال بیکار ہو جائیں‘ کیونکہ شرک کا گناہ سارے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔ سورۃ الانعام میں جلیل القدر انبیاء و رُسل کا ذکر کرنے کے بعد آیت ۸۹ میں فرمایا:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾

”اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع کر دیئے جاتے“۔

سورۃ الزمر میں سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾ (آیت ۶۵)

”(اے نبیؐ!) آپ کی طرف اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے“۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو پیشگی خبردار کر دیا ہے کہ تمہارے لئے نیک اعمال ہی کافی نہیں بلکہ شرک سے بچنا بھی ضروری ہے‘ کیونکہ شیطان مؤمنوں کو بھی شرک کے ارتکاب پر اکسائے گا اور ان سے شرکیہ افعال صادر کروائے گا۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۝﴾ (آیت ۱۰۶)

”ان میں سے اکثر ایمان والے ایسے ہیں کہ ساتھ ہی ساتھ وہ مشرک بھی ہیں“۔

شرک کی اس سنگینی کے پیش نظر اس سے بچنا مسلمان کے لئے از حد ضروری ہے‘ بلکہ جہاں شرک کا شبہ بھی ہو وہاں سے کوسوں دور بھاگنا چاہئے‘ جیسا کہ کوئی شخص بھی

زہرنہیں کھاتا کیونکہ وہ موت کا باعث ہے' بلکہ اگر کسی چیز میں زہر کا شبہ بھی ہو جائے تو اس کو ہرگز استعمال نہیں کرتا کہ کہیں یہ چیز اُس کی موت کا سبب نہ بن جائے۔ یہ تو دنیا کی زندگی ہے۔ شرک تو وہ زہر ہے جس سے نہ ختم ہونے والی ہمیشہ ہمیش کی زندگی آگ کے عذاب کی نذر ہو جائے گی۔ پس شرکیہ عقائد واعمال سے بچنا اوران سے نفرت کرنا از حد ضروری ہے۔

اس حدیث میں اعمال کا دوسرا دفتر وہ ہے جس میں لوگوں کے وہ اعمال ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ بندوں نے دوسروں کے جو حقوق تلف کئے ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ حقوق غصب کرنے والوں سے حق داروں کو اُن کا حق دلوایا جائے گا۔ وہاں درہم و دینار تو ہوں گے نہیں' لہٰذا غاصب کی نیکیاں حق دار کو دلوا کر راضی کیا جائے گا۔ آج جو شخص کسی کی چوری کرتا ہے وہ خوش ہے کہ وہ مال چرانے میں کامیاب ہو گیا' صاحبِ خانہ کی نظروں سے بچ نکلا' پھر پولیس بھی اسے پکڑ نہیں سکی اور وہ مزے مزے سے دوسرے کا مال ہڑپ کر رہا ہے۔ ادھر جس کا مال چوری ہوا ہے وہ اپنے نقصان پر رنجیدہ ہے۔ جزا کے دن چور سے چوری شدہ مال کا تقاضا کیا جائے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ فلاں شخص کی چوری کس نے کی ہے) اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر چور مال کہاں سے لا کر دے گا؟ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بدلہ اس طرح دلوایا جائے گا کہ جس کا مال چوری ہوا اس کو چور کی نیکیاں دلوا کر راضی کیا جائے گا اور اگر چور کے پاس بدلے کے طور پر دینے کے لئے نیکیاں نہ ہوں گی تو جس کا مال چرایا گیا ہے اس کے گناہ چور کے اوپر ڈال کر عدل وانصاف کا تقاضا پورا کیا جائے گا۔ اب چور تو خسارے میں رہا اور جس کا مال چوری ہوا تھا وہ خوش ہو گیا۔ اور یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ دنیا دھوکے کا سودا ہے۔ یہاں کا کامیاب حقیقت میں کامیاب نہیں اور یہاں کا ناکام حقیقت میں ناکام نہیں۔ حقیقی کامیاب تو وہ ہے جو آخرت میں کامیاب رہا' پس آخرت میں کامیابی اسی کی ہے جو شرک سے بچتا رہا' بلکہ جہاں شرک کا شبہ ہوا وہاں سے بھی دور بھاگا اور شرک کی مہک اور گرد سے بھی اپنے

آپ کو محفوظ رکھا' نیز حقوق العباد کے سلسلہ میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا' نہ تو کسی کو مالی نقصان پہنچایا اور نہ ہی زبان اور ہاتھ سے کسی کو اذیت دی۔ کیونکہ حقوق العباد کی تلفی تو شہید کے لئے بھی جنت میں جانے کی راہ میں رکاوٹ بن جائے گی' جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اگر کوئی آدمی راہِ خدا میں یعنی جہاد میں شہید ہو اور وہ شہادت کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر جہاد میں شہید ہو' اور اُس کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر راہِ خدا میں شہید ہو' اور پھر زندہ ہو اور اس کے ذمہ قرض ہو تو وہ جنت میں اُس وقت تک نہ جا سکے گا جب تک اُس کا قرض ادا نہ ہو جائے''۔ (رواہ احمد)

حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمارے ہاں بہت بری رسم جاری ہے کہ بعض لوگ جائیداد میں سے بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتے' حالانکہ ماں باپ کی وراثت میں سے بیٹی بھی حق دار ہے اور یہ اللہ کا حکم ہے' اس کو ٹالا نہیں جا سکتا نہ ہلکا سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر بیٹی کو وراثت سے حصہ نہ دیا تو اب فیصلے کے دن اس کا حق دینا پڑے گا۔ اسی طرح لوگ اپنی اولاد میں سے بعض سے ناراض ہوتے ہیں تو ان کو جائیداد سے محروم کرنے کا اعلان کر کے اخبارات میں ''عاق نامہ'' شائع کروا دیتے ہیں' حالانکہ کسی باپ کو یہ قطعاً اختیار نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو حق وراثت سے محروم کر سکے۔ ہاں صرف ایک صورت ہے کہ جب کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کر دے تو اب وہ شرعاً اس کی وراثت کا حق دار نہیں رہتا۔ یوں حدیث کے دوسرے حصہ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت واضح کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جس کا حق ادا نہ کیا گیا وہ فیصلے کے دن دلوایا جائے گا' جو انتہائی خسارے کا معاملہ ہو گا۔ لہٰذا یہاں جس جس کا حق تلف کیا ہو اُس کی ادائیگی کر دینی چاہئے یا اسے راضی کر کے اس کو بخشوا لینا چاہئے۔

حدیث میں اعمال کے تیسرے دفتر کا ذکر ہے جو حقوق اللہ پر مشتمل ہے۔ حقوق اللہ مراسمِ عبودیت' نماز' روزہ' قربانی' طواف وغیرہ ہیں' جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں کوتاہی پر اللہ چاہے گا تو گرفت کرے گا اور عذاب دے گا اور چاہے گا تو

بخش دے گا اور عفو و درگزر سے کام لے گا۔ حقوق اللہ کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے۔ اور کسی حق پرست کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالے اور اس کی نافرمانی پر کمر بستہ رہے' بلکہ راہِ صواب یہ ہے کہ عبادت پورے ذوق و شوق کے ساتھ کرے اور اس سلسلہ میں ہونے والی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے اور امید رکھے کہ وہ کمیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ ویسے بھی اپنے خالق' مالک' رازق' نفع و نقصان کے مالک اور بخشش کا اختیارِ مطلق رکھنے والی ہستی کے حکم کو ٹالنا کسی طور پر جائز نہیں۔ ہاں حقوق اللہ کی عدم ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازمی گرفت اور عذاب کی وعید نہیں بلکہ وہ چاہے گا تو اس گناہ پر عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا۔ ﴿یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ﴾ کے الفاظ قرآن مجید میں کئی دفعہ دہرائے گئے ہیں۔

ہمارے اس معاشرے میں نماز روزے کو ہی اصل دین سمجھ لیا گیا ہے' جبکہ معاملات اور عقائد میں چھان بین اور احتیاط کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند لوگ ہی نیک اور پارسا سمجھے جاتے ہیں اور اکثر لوگ نماز روزے کی ادائیگی کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقوق العباد میں بے احتیاطی اور شرکیہ افعال یقینی طور پر حقیقی خسارے اور نقصان کا باعث ہیں' جبکہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی پر تو پھر بھی بخشش کا امکان موجود ہے۔ OO

میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن

تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجئے۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات و احادیث درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔